جاتا تھا پھر اسی ترتیب کے مطابق جو لوح محفوظ میں ہے مصاحف میں لکھا گیا۔

علامہ ابن حزم تحریر فرماتے ہیں:

" والقول بان تقسیم آیات القرآن وترتیب مواضع سورہ شئ فعله الناس لیس هو من امر رسول الله فقد کذب هذا الجاهل وافك افترا کما سمع قول الله تعالیٰ ماننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها وقول رسول الله فی آیة الکرسی و آیة الکلالة والخبر انه کان یامر اذ انزلت الآیة ان تجعل فی سورة فی موضع کذا ولوان الناس رتبوا سورة لما تعدی واحد وجوه ثلثة اما یرتبوها علی الاول فالاول نزولا او الاطول فما دونه او الاقصر فما فوقه فاذ لیس کذلك فقد صح انه امر رسول الله لا یعارض من الله عزوجل لا یجوز غیر ذلك اصلا" [1]

یعنی جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب رسول اللہ کی ہدایت کے موافق نہیں ہے تو اس نے جھوٹ کہا۔ ایسا شخص جاہل اور بہتان باندھنے والا ہے کیا اس نے یہ آیت ماننسخ الخ نہیں سنی آیۃ الکرسی اور کلالہ کے متعلق رسول اللہ کے فرمان کو نہیں جانا، حدیث میں ہے کہ حضورؐ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو فرماتے یہ آیت فلاں سورۃ میں فلاں جگہ لکھ دی جائے۔ اگر لوگوں نے قرآن کو ترتیب دیا ہوتا تو وہ اس کے تین ہی طریقے اختیار کرتے۔ نزولی ترتیب دیتے یا پہلے بڑی سورتیں رکھتے اس کے بعد چھوٹی یا پہلے چھوٹی رکھتے اس کے بعد بڑی۔ لیکن جب یہ صورت حال نہیں ہے تو یقیناً آنحضرتؐ ہی کے حکم سے مرتب ہونا ثابت ہے اور یہ منجانب اللہ ہونے کے معارض نہیں ہے اس کے علاوہ کوئی بات ہرگز صحیح نہیں ہے۔

امام مالکؒ سے علامہ سیوطی نقل کرتے ہیں:

" عن ابی وهب سمعت مالکا یقول انما الف القرآن علی ما کانوا سمعوا من النبی صلی الله علیه وسلم " [2]

امام بغویؒ شرح سنہ میں لکھتے ہیں:

" الصحابة جمعوا بین الدفتین القرآن الذی انزله الله علی رسوله مکتبوه کما

---

[1] کتاب الفصل ج ۴، ص ۲۲۱ [2] اتقان نوع ۱۸،

سمعوه من [illegible] من غير ان قدموا شيئا او اخروا [illegible] ووضعوه [illegible] ترتيب اخذوه
من رسول الله وكان رسول الله يلقن اصحابه ويعلمهم ما نزل عليه من القرآن على
الترتيب الذی هو الآن فی مصاحفنا بتوقیف جبریل ایاہ علی ذلک واعلامه عند
نزول کل ایة ان هذه الایة تکتب عقب ایة کذا فی سورة کذا " لہ

صحابہؓ نے دو دفتیوں کے اندر اسی قرآن کو لکھا جس کو اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمایا تھا جیسا انہوں نے سنا ویسا ہی لکھا بغیر کسی تقدیم و تاخیر اور نہ ہی کوئی ایسی ترتیب دی جن کو رسول اللہ سے حاصل نہ کیا ہو۔ کیونکہ اللہ کے رسول صحابہ صحابہ کو اسی ترتیب پر جو آج ہمارے مصحفوں میں ہے تعلیم و تلقین کیا کرتے تھے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ حضرت جبریل بوقتِ نزول آپ کو باخبر کرتے تھے کہ یہ آیت فلاں آیت فلاں سورہ میں لکھی جائے۔

تذکرۃ الحفاظ میں ہے۔

ان الحجاج خطب فقال ان ابن الزبیر بدل کلام اللہ فقام ابن عمر فقال کذبت لم یکن ابن الزبیر یستطیع ان یبدل کلام اللہ ولا انت "۔ ۲ہ

حجاج نے اپنے خطبے کے دوران کہا کہ ابن زبیر نے کلام الٰہی کو بدل دیا ہے تو حضرت عبد اللہ بن عمر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس نے جھوٹ کہا نہ زبیر کے اندر استطاعت ہے کہ وہ خدا کے کلام کو بدل دیں اور نہ تیرے اندر۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ نے آیت ان علینا جمعه وقرآنه الخ سے جو مسائل استنباط کئے ہیں وہ یہ ہیں "قرآن حضورؐ کی زندگی ہی میں جمع کر کے ایک خاص ترتیب سے آپ کو سنا دیا گیا۔ اگر یہ وعدہ آپ کی وفات کے بعد پورا ہونے والا ہوتا تو آپ کو اس قرأت کی پیروی کا حکم نہ دیا جاتا جیسا کہ دیا گیا ہے۔ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنه۔

(باقی آئندہ)

لہ ایضاً ۲ہ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۴

از: حکیم وسیم احمد اعظمی (نئی دہلی)

ابن الجزار چوتھی صدی ہجری کا ایک ممتاز طبیب

ولادت، تعلیم و تربیت

ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن ابی خالد بن الجزار کا شمار چوتھی صدی ہجری، دسویں صدی عیسوی کے تونس کے مشاہیر اطبار میں ہوتا ہے، وہ تونس کے قیروان نامی شہر میں پیدا ہوا، تذکروں میں اس کے سنہ ولادت کا تذکرہ نہیں ملتا، البتہ سنہ وفات کی تعیین بیشتر تذکرہ نگاروں نے کی ہے، چنانچہ یاقوت حموی[1] نے ۳۴۰ھ/ ابن عذاری[2] اور راکمل الدین احسان روغلی[3] نے ۳۶۹ھ/۹۷۹ء، بروکلمان[4] نے ۳۹۵ھ/۱۰۰۴ء اور کمال سامرائی[5] نے تقریباً ۳۹۹ھ/۱۰۰۵ء لکھا ہے، ابن ابی اصیبعہ نے اگرچہ سنہ وفات کی تعیین نہیں کی ہے تاہم لکھا ہے کہ وہ فاطمی خلیفہ معز[6] کے عہد میں حیات تھا اور اسّی سال کی عمر میں قیروان میں فوت ہوا[7]، حاجی خلیفہ اور جارج سارٹن نے ابن عذاری کے بیان کردہ سنہ وفات کو ترجیح دیا ہے۔

ابن الجزار قیروانی کا خاندان قیران (تونس) کے نامور طبی خانوادوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کے والد ابراہیم بن ابی خالد قیروانی اور چچا ابو بکر محمد بن ابی خالد قیروانی کا شمار مشاہیر اطبار میں ہوتا تھا، ابن الجزار کے عہد طفولیت میں قیروان اور رقادہ علم و حکمت کی بیداری کے دو اہم مراکز تھے، اور فاطمیوں کے دار الخلافہ ہو جانے کے بعد تو ادبار، شعرار، حکمار اور علمار کا یہاں مرجوعہ ہو گیا تھا۔ گویا ابن الجزار نے بچپن سے ہی علمی و ادبی ماحول پایا تھا، اس وقت آسمان طب پر ابن الجزار کے والد اور چچا کے علاوہ اسحاق بن سلیمان اسرائیلی (متوفی ۳۴۰ھ/ ۹۴۱ء) اور زیاد بن خلفون (متوفی ۳۰۸ھ/۹۲۰ء) وغیرہ چند ے آفتاب اور چندے ماہتاب کی حیثیت رکھتے تھے، ابن الجزار نے ان اکابرین فن سے اکتساب فیض کیا، زمانۂ طالب علمی میں اس کا شمار ذہین طلبار میں ہوتا تھا، مطالعہ کا شیدائی اور غیر معمولی قوت حافظہ کا مالک تھا جس کے اثرات اس کی آئندہ زندگی پر بھی پڑے۔

طب کی تعلیم کے حصول کے بعد اس نے اپنے گھر پر ہی شفاخانہ کھولا، وہ مریض کا نظری معائنہ اور قارورہ وغیرہ دیکھ کر نسخہ تجویز کر دیتا اور شفاخانے سے متصل ہی دروازے پر اس کا غلام رشیق، نسخہ دیکھ کر دوائیں دیتا۔ اس کے مطب میں مفرد اور مرکب دونوں طرح کی دواؤں کا رواج تھا۔ مطب میں غریب اور نادار مریضوں پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، چنانچہ ان کو دوائیں مفت دی جاتی تھیں اور صاحب حیثیت و ثروت لوگوں سے دواؤں کا مناسب دام لیا جاتا تھا۔ اس اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اس کا شہرہ دور دور تک ہوا اور مطب میں مریضوں کا اژدہام سا رہنے لگا، ایک مرتبہ قاضی شہر نعمان (متوفی ۹۷۴ء) کا بھتیجا اس کے پاس علاج کے لئے آیا، ابوجعفر ابن الجزار نے اس کو ترجیحی حیثیت نہیں دی اور مریضوں کے معائنہ میں مشغول رہا اور باری آنے پر قاضی نعمان کے بھتیجے کو بھی نسخہ تجویز کر دیا، کچھ عرصہ کے بعد قاضی کا بھتیجہ صحت یاب ہو گیا تو قاضی نعمان نے اظہار تشکر و امتنان کے ایک پروانے کے ساتھ خلعت فاخرہ اور تین سو اشرفیاں ابن الجزار کی خدمت میں بھجوائیں، ابن الجزار نے وہ مکتوب پڑھ کر مناسب جواب تحریر کروایا اور خلعت و انعام کو واپس لوٹا دیا۔[۵] یہ واقعہ ابن جلجل (متوفی بعد ۳۷۷ھ/۹۸۷ء) سے بیان کرنے والے نے کہا کہ میں نے خود ابن الجزار سے کہا۔

یا اباجعفر رزق ساقہ اللہ الیک

اے ابوجعفر! یہ رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے تو اس نے جواب دیا۔

واللہ لا کان لرجال معد قبیلی نعمتہ[۶]

یہاں یہ تذکرہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابوجعفر ابن الجزار مزاجی اعتبار سے کم آمیز تھا، امراء اور رؤسا سے رسم و راہ رکھنے میں بہت محتاط رہتا تھا، شادی اور غم وغیرہ مواقع پر لازمی طور پر شریک ہوتا تھا مگر کہیں کھانا وغیرہ نہیں کھاتا تھا، خلیفہ معد کے چچا ابوطالب سے اس کی رسم و راہ ضرور تھی، چنانچہ جمعہ جمعہ ان کے یہاں جاتا تھا۔

ابن الجزار خوبیٔ درس کے ساتھ بھی متصف تھا اور دوسرے علوم حکمیہ پر بھی وسیع نظر رکھتا تھا، چنانچہ مطب کے ساتھ وہ طلباء طب کو درس بھی دیا کرتا، طب عملی پر خصوصیت سے زور دیتا نتیجہ کے طور پر سریری مناظر اس کے مطب کا طرۂ امتیاز تھے، اس موضوع پر اس نے

ایک کتاب بھی لکھی تھی، اس کے شاگردوں میں ابو حفص بن بریق اندلسی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

ایک بہتان:- ابن الجزار کے معمولات میں سے تھا کہ وہ موسم گرما میں اپنی طبی اور معالجاتی سرگرمیوں سے دست بردار ہوکر بحر روم کے ساحل کی طرف چلا جاتا اور وہاں ایک خانقاہ میں عبادت کرتا اور موسم سرما شروع ہونے پر پھر افریقہ واپس آجاتا تھا[۱۲] لیکن مشہور مستشرق پروفیسر ایڈورڈ۔ جی براؤن کو ابن الجزار کی یہ روش پسند نہیں آئی۔ انھوں نے لندن کے رائل کالج آف فزیشینز میں دیئے گئے اپنے خطبات[۱۳] میں اس کو "بحری قزاقی" کہہ ڈالا، براؤن کے بقول۔

"ابن الجزار نے اپنے پیشے کی زحمت سے بچنے کے لئے بڑے بڑے مندروں میں بحری قزاقی اختیار کرلی تھی۔"[۱۴]

بھلا ہو حکیم سید علی احمد نیر واسطی (متوفی ۱۹۸۵ء) کا، جنھوں نے براؤن کی اس بہتان تراشی کا اریبین میڈیسن کے اردو ترجمہ "طب العرب" کی تنقیدات وتشریحات میں عالمانہ جائزہ لیا۔ پروفیسر براؤن کا رویہ صرف ابن الجزار کے ساتھ ہی اس طرح کا نہیں ہے بلکہ ان کی بیشتر تحریروں میں بے بنیاد اور نادرست الزامات ملتے ہیں اور حد تو یہ کہ وہ تحقیق کے مبادیات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی مستند حوالہ دینے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کرتے، حقیقت تو یہ ہے کہ اگر کسی غیرمسلم طبیب یا دانشور کا اس طرح کا عمل ہوتا تو یہی پروفیسر براؤن اس عمل کو فن کے مفاد کے تناظر میں دیکھتے، براؤن کی اس "بحری قزاقی" والی بہتان تراشی کا غیرجانبدارانہ جائزہ لینے کے لئے میں نے متعدد تذکروں اور تاریخی کتابوں کو پڑھا کہ شاید براؤن کی بات صحیح ہوجائے، لیکن مطالعہ کے بعد جو باتیں سامنے آئیں وہ بحری قزاقی تو کجا ابن الجزار کے اخلاق کریمانہ اور علمی رفعت کا ہی پتہ دیتی ہیں، ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں

"کان ابن الجزار من اهل الحفظ والتطلع والدراسة للطب وسائر العلوم"[۱۵]

کناجم جو سندی کے نام سے بھی متعارف ہے اور ادب الندیم جس کی تالیف ہے، وہ

ابن الجزار کی کتاب علاج الامراض المعروف بہ زاد مسافر کے بارے میں لکھتا ہے۔

اباجعفرابقیت حیا ومیتا مفاخرفی ظہرالزمان عظاماً
رأیت علی زادالمسافر عندنا من الناظرین العارفین زحاماً
فایقنت ان لوکان حیالوقتہ یحنالماسمی التمام قاماً
ساحمد افعالا لاحمد لم تزل مواقعھا عند الکرام کراماً

ابن الجزار کی علمی حیثیت

ابن الجزار بلاد غرب کے ان چند نامور (بلکہ خوش نصیب) اطبار میں سے ہے جس کی علمی حیثیت کا بیشتر تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے [۱۸] ان میں صفدی، یاقوت الحموی، ابن صاعد اندلسی، ابن القفطی، ابن ابی اصیبعہ، ابن جلجل، ابن شاکر، ابن عذاری، حاجی خلیفہ خیرالدین زرکلی، عمر رضا کحالہ، اکمل الدین احسان، روفلی، کمال سامرائی، مایرہوف، عبدالوہاب محمد الحبیب، بروکلمان، غلام جیلانی، نیتر واسطی اور سید محمد حسان نگرامی وغیرہ شامل ہیں۔
اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ابن الجزار کی وفات کے ۶۰ سال بعد تک اندلس کے اطبار اس عظیم مفکر و طبیب کی آرار اور تالیفات سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ ان اطبار میں ابن ابیطار اور تونسی طبیب احمد الحمیری وغیرہ خاص طور پر لائق ذکر ہیں۔ احمد الحمیری تحفۃ القادم میں لکھتے ہیں۔

"اس (ابن الجزار) کی بیشتر تصانیف فن طب میں تھیں اور وہ افریقہ کے اطبار میں علمی و عملی اعتبار سے سب سے قدر آور تھا، اس کی تصانیف بو علی ابن سینا (متوفی ۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء) ابوبکر محمد بن زکریا رازی (متوفی ۳۱۳ھ/ ۹۲۵ء) اور علی بن العباس المجوسی (متوفی ۳۸۴ھ/۹۹۴ء) کی تصانیف سے کسی بھی طرح کم نہ تھیں بلکہ افریقہ نژاد ہونے کے سبب اس کی تصانیف کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔" [۱۹]

ابن الجزار کا خیال تھا کہ عطائی اس فن کی بدنامی کا باعث ہیں، وہ معالجہ میں مریض کی طبیعت، ملکی آب و ہوا، عادات و اطوار کو بہت اہمیت دیتا تھا، اس طرح دواؤں کے مزاج اور

افعال میں علاقائی اور اقلیمی اختلاف کو مؤثر تصور کرتا تھا، مرض کے ازالہ کے لئے مریض کا اعتماد حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا اور معالج کی خوش طبعی اور خوش خلقی کو بھی بہت اہمیت دیتا تھا، موسمی اثرات کا بھی قائل تھا اور اپنی تصانیف میں افریقہ کی مخصوص بیماریوں کا بطور خاص تذکرہ کرتا تھا، مصر میں پھیلی ہوئی وبار کے اسباب پر اس نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا، اس کتاب کے جواب میں علی بن رضوان (متوفی ۴۵۳ھ/۱۰۶۱ء) نے دفع مضار الابدان بارض مصر کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی[1]

ابن الجزار کے مطالعہ کا ذوق اس قدر بالیدہ تھا کہ متقدمین اطبار کی بیشتر غیر طبی و طبی تصانیف اس کے کتاب خانے میں موجود تھیں، چنانچہ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اس کی وفات کے بعد اس کے کتاب خانے سے طب اور دوسرے علوم سے متعلق ۲۵ گٹھے مخطوطات برآمد ہوئے تھے۔[2]

ابن الجزار بحیثیت مصنف

ابن الجزار نے مختلف علوم و فنون میں کتابیں تصنیف کیں جن میں طب کے علاوہ فلسفہ، اخلاق اور تاریخ وغیرہ فنون شامل ہیں۔ وہ اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کی بعض مشہور تصانیف کا دنیا کی مختلف علمی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ نتیجے کے طور پر اس کی نظریات کو وسیع تر حلقوں میں جانچا اور پرکھا گیا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے اس کی تصانیف کی فہرست بھی مرتب کی ہے، چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے عیون الانبار فی طبقات الاطبار میں ۲۰، عبدالوہاب نے کتاب الورقات میں، محمد الحبیب الہیلہ نے الفیصل میں ۴۴ اور کمال سامرائی نے مختصر تاریخ الطب العربی (جلد اول) میں ۳۳ کتابوں کی فہرست دی ہے تاہم یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بیشتر تصانیف اس دور میں نایاب ہیں۔

آئندہ سطور میں ابن ابی اصیبعہ اور کمال سامرائی کے حوالے سے ابن الجزار کی تصانیف کی ایک فہرست مرتب کی جارہی ہے، اور دستیاب مطبوعہ یا مخطوطہ کی نشاندہی علیحدہ سے کی جارہی ہے۔

ب

کتاب فی علاج الامراض (دو جلدیں) اس کا دوسرا نام زاد المسافر وقوت الحاضر ہے۔
ر کی حیات میں ہی اس کو قبول عام حاصل ہو گیا تھا، اس کے شاگرد رشید عمر بن بریق
کے ذریعے یہ کتاب اندلس پہونچی، قسطنطین افریقی نے اس کا لاطینی ترجمہ کیا، اور موسیٰ
"تزدادہا وار یاخیم" کے نام سے اس کا عبرانی ترجمہ کیا۔

تاب فی الادویۃ المفردۃ: اس کا دوسرا نام "اعتماد" بھی ہے، ڈاکٹر کمال سامرائی
نے "کتاب الاعتماد فی الادویۃ المفردۃ" کا نام دیا ہے، [۲۱] ابن الجزار کی اس
بھی قبول عام حاصل ہوا، بعض حلقوں سے تسامحات یا اغلاط کی نشاندہی کے طور
لکھی گئیں، ماہرین فن نے اس تصنیف کو منفرد و یکتا قرار دیا، راہب اصطیفن
نے ۳ھ/۱۲۳۳ء میں اس کا لاطینی ترجمہ کیا۔ قسطنطین نے بھی لاطینی ترجمہ کیا
عادت اپنی طبعزاد کتاب قرار دیا، موسیٰ بن طبون نے عبرانی ترجمہ کیا، عبدالرحمن
ابن رشیم القرطبی نے اس کتاب کی فروگذاشتوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے
ار والایجاد فی خطاء ابن الجزار فی الاعتماد" کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی۔

کتاب الادویۃ المرکبہ: اس کا دوسرا نام "بغیہ" ہے۔

کتاب المعدۃ لطول المدۃ: یہ ابن الجزار کی ضخیم ترین کتاب تصور کی جاتی ہے۔

تاب فی المعدہ وامراضہا ومداواتہا: یہ کتاب چار فصول پر مشتمل ہے۔

تاب طب الفقراء (والمساکین) بعض تذکرہ نگاروں نے اس کا نام علاج الغرباء بھی
[۲۲] جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں سستی، کم قیمت دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے
ار کی اس کتاب کی بھی بھرپور پذیرائی ہوئی اور لاطینی و عبرانی زبانوں میں اس کے تراجم
۔

سالہ فی ابدال الادویہ: اس کو کتاب الابدال اور اعلاء العقاقیر کے نام سے بھی
نگاروں نے تحریر کیا ہے [۲۳]۔ فنی نقطۂ نظر سے زبردست اہمیت کی حامل ہے۔

۸ - کتاب فی الفرق بین العلل التی تشتبہ اسبابہا وتختلف اعراضہا :- بعض تذکرہ نگاروں نے "فی الفرق" کی بجائے "التفریق" لکھا ہے۔[۲۴]

۹ - رسالہ فی التحذر من اخراج الدم من غیر حاجتہ دعت الی اخراجہ :

۱۰ - رسالہ فی الزکام واسبابہ وعلاجہ

۱۱ - رسالہ فی النوم والیقظہ

۱۲ - مجربات فی الطب : بعض تذکروں میں "مجربات" "یا" کے ساتھ تحریر ہے۔[۲۵]

۱۳ - مقالہ فی الجذام واسبابہ وعلاجہ - ابن الجزار کے اس رسالے کا لاطینی ترجمہ قسطنطین افریقی نے کیا اور اپنی عادت کے مطابق طبعزاد قرار دیکر اپنی طبی کاوشوں میں شامل کرلیا۔

۱۴ - کتاب الخواص - اس کتاب کا لاطینی اور عبرانی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔[۲۶]

۱۵ - کتاب فی نعت الاسباب المولدہ للوباء فی مصر وطریق الحیلۃ فی دفع ذلک وعلاج مایتخوف منہ

۱۶ - رسالہ الی بعض اخوانہ فی الاستہانہ بالموت - کمال سامرائی نے "رسالہ فی اسباب الوفات" کے نام سے ایک رسالے کا تذکرہ کیا ہے، قرین قیاس ہے کہ وہ یہی رسالہ ہے۔

۱۷ - رسالہ فی المعدہ واوجاعہا :

۱۸ - کتاب نصائح الابرار - کمال سامرائی نے کتاب نصائح الابرار کے علاوہ کتاب النصح کے نام سے بھی ایک کتاب تحریر کی ہے ممکن ہے دونوں ایک ہی ہوں۔ کتاب نصائح الابرار کا حوالہ طب المشائخ میں جا بجا ملتا ہے۔

۱۹ - کتاب البلغۃ فی حفظ الصحت۔

۲۰ - کتاب فی الحمامات۔

۲۱ - کتاب المختبرات :(نام کے اعتبار سے یہ بھی طبی کتاب معلوم ہوتی ہے اس لئے طب کے ذیل میں تحریر کردی گئی ہے۔

ڈاکٹر کمال سامرائی نے ابن ابی اصیبعہ کی طبی فہرست میں درج ذیل کتابوں کا اضافہ کیا ہے۔

۲۲ - طب المشائخ وحفظ صحتہم۔

۲۳ - سیاسۃ الصبیان وتدبیرہم۔

۲۴ - کتاب فی الکلی والمثانہ۔

۲۵ - کتاب مداواۃ النسیان وطرق تقویۃ الذاکرۃ: ابن الجزار کی اس کتاب کا لاطینی ترجمہ ہوچکا ہے۔

۲۶ - کتاب المالنخولیات

۲۷ - اصول الطب۔ اس کتاب کا حوالہ ابن الجزار کی تالیف طب المشائخ وحفظ صحتہم میں ملتا ہے۔

۲۸ - کتاب العطر، اس کا بھی حوالہ طب المشائخ وحفظ صحتہم میں ملتا ہے۔

۲۹ - قوت المقیم فی الطب۔ اس کتاب کے بارے میں جمال الدین ابن القفطی نے لکھا ہے کہ قفط میں اس نے بذاتِ خود مشاہدہ کیا تھا جو بیس جلدوں میں تھی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ "کتاب العدۃ لطول المدۃ" اور یہ، دونوں ایک ہی ہیں۔

۳۰ - کتاب السموم، اس کا حوالہ ابن البیطار (متوفی ۶۴۶ھ) نے کتاب الجامع لمفردات الادویۃ والاغذیہ میں دیا ہے۔

۳۱ - کتاب النصح، عین ممکن ہے کہ یہ کتاب نصائح الابرار ہی ہو۔

۳۲ - کتاب فی فنون الطیب والعطر

۳۳ - کتاب الاحجار

(ب) علوم متفرقہ

۳۴ - کتاب التعریف بصحیح التاریخ۔ اس کتاب میں اس عہد کے علماء اور حکماء کے احوال درج ہیں۔

۳۵ - رسالہ فی النفس وفی ذکر اختلاف الاوائل فیہا

۳۶ - کتاب المکلل فی الادب

۳۷۔ کتاب اخبار الدولۃ۔ اس میں بلاد غرب سے ظہور مہدی کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔
۳۸۔ کتاب الفصول فی سائر العلوم والبلاغات، ڈاکٹر کمال سامرئی کے حوالے سے اس فہرست میں درج ذیل کتابوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔[۲۰]

۳۹۔ کتاب مغازی افریقیا فی فتوحات العرب لتونس

۴۰۔ عجائب البلدان

ابن الجزار کے دستیاب مخطوطات

۱۔ کتاب فی الادویۃ المفردہ یا کتاب الاعتماد فی الادویۃ المفردۃ۔ اس کے قلمی نسخے مکتبۃ الجزار، اسکوریال، آیا صوفیا اور برٹش میوزیم میں موجود ہیں۔ یہ کتاب چار مقالات پر مشتمل ہے، آیا صوفیا کا نسخہ ۳۵۶۴ کے تحت مندرج ہے۔ پہلے مقالے کو خط نسخ میں ابوالفرج نے نقل کیا ہے اور دوسرا، تیسرا و چوتھا خط نسخ میں الفوز بن ابی الحسن الصوری نے ۵۳۹ھ میں نقل کیا۔

۲۔ کتاب فی علاج الامراض یا کتاب زاد المسافر فی قوۃ الحاضر۔ اس کے قلمی نسخے پیرس، فاتیکان، فلورنس، اسکوریال بوڈلین (آکسفورڈ) از میرملی، کمانکش اور ہندوستان میں رضا لائبریری رام پور میں موجود ہیں۔ از میرملی والا نسخہ اندراج نمبر ۵/۴۷ کے تحت ۱۷۵ اوراق پر مشتمل۔ خط نسخ میں ہے، سنہ کتابت ۴ شوال ۷۲۹ھ ہے، نسخہ کمانکش ناقص الآخر ہے۔ اندراج نمبر ۳۵۳ کے تحت محفوظ ہے۔ یہ صفحہ ۷ ب سے شروع ہو کر ۶۲ ب پر (ناقص الآخر کے طور پر) ختم ہوتا ہے۔ خط مغربی اور سنہ کتابت دسویں صدی ہجری ہے۔

۳۔ رسالۃ فی ابدال الادویہ۔ اس کے تین نسخے ابتک دریافت ہو سکے ہیں۔ مکتبہ احمد خیری (مصر) میں رسالہ فی ابدال الادویہ کے نام سے۔ دوسرا برلن لائبریری میں کتاب الابدال کے عنوان سے اور تیسرا اسکوریال میں اعداد العقاقیر کے نام سے۔

۴۔ کتاب طب الفقراء والمساکین۔ اس کے قلمی نسخے غوطہ، اسکوریال اور خراجی اوغلی کے کتاب خانوں میں محفوظ ہیں، خراجی اوغلی والا نسخہ ۴۸ اوراق پر مشتمل، ۱/۱۲۶ کے تحت مندرج

ہے۔ اس کا سنہ کتابت ۸۰۵ھ ہے۔

۵ - طب المشائخ وحفظ صحتھم ۔ اس کے دو نسخے مصر کے دو کتاب خانوں دارالکتب اور (مکتبہ) احمد خیری میں موجود ہیں۔

۶ - سیاسۃ الصبیان وتدبیرھم - یہ کتاب بائیس ابواب پر مشتمل ہے اور اپنے موضوع پر نہایت جامع تصور کی جاتی ہے۔ محمد الحبیب البلیلہ نے اس کو ایڈٹ کر کے ۱۹۶۷ء میں تونس سے شائع کیا ہے اس بابت حسین عمر حمادہ کا ایک تقابلی مضمون اور سفاروق بن منصور کا ایک تعارفی مضمون المعہد التراث العلمی العربی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ہے، قلمی نسخے اسکوریال اور تاتیانا میں موجود ہیں۔

۷ - کتاب فی الکلی والمثانہ ۔ اس کا قلمی نسخہ بوڈلین کے کتاب خانے میں موجود ہے۔

۸ - کتاب فی المعدہ وامراضھا ومداواتھا ۔ اس کے قلمی نسخے اسکوریال اور عراق کے نیشنل میوزیم میں موجود ہے۔ عراق کے نیشنل میوزیم میں یہ "طب المعدہ" کے نام سے ہے۔ یہ چار فصول پر مشتمل ہے، عربی متن سلمان قطایہ نے ایڈٹ کر کے ۱۹۸۱ء میں بغداد سے شائع کیا ہے۔

۹ - کتاب المالنخولیات ۔ اس کا قلمی نسخہ بوڈلین کے کتاب خانے میں کتاب فی الکلی والمثانہ کے ساتھ موجود ہے۔

۱۰ - کتاب فی الادویۃ المرکبہ یا البغیہ ۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ جراح، حلب میں موجود ہے۔

۱۱ - کتاب فی فنون الطب والعطر ۔ اس کے قلمی نسخے اسماعیل صائب اور بغدادی وہبی کے کتاب خانوں میں موجود ہیں، نسخہ اسماعیل صائب ۱۸ اوراق پر مشتمل ہے اور سنہ کتابت آٹھویں صدی ہجری ہے، نسخہ بغدادی وہبی ۶۲ اوراق پر مشتمل ہے، خط نستعلیق میں وہبی الدوری نے ۱۳۲۲ھ میں لکھا ہے۔

---

۱ معجم البلدان ۲/۱۲۶

۲ البیان المغرب ۱/۲۳۸